Biannual Research Journal
AL-IDAH
Published by
SHAYKH ZAYED ISLAMIC CENTRE
UNIVERSITY OF PESHAWAR
PESHAWAR PAKISTAN
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
OPEN ACCESS
ششماہی تحقیقی مجلہ
الإيضاح
مركز الشيخ زايد الاسلامي جامعہ پشاور
www.al-idah.pk
VOL:43 ISSUE:1
JAN-JUN 2025

شاہ ولی اللہ کی سماجی فکر کے تناظر میں بہتر معیار زندگی اور اس کے عوامل و مظاہر کا ایک علمی و تحقیقی جائزہ

A scientific and research review of the better quality of life and its factors and phenomena in the context of Shah Waliullah's social thoughts: A Critical Analysis

Issue: *https://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/issue/view/42*
URL: *https://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/article/view/918*
Article DOI: *https://doi.org/10.37556/al-idah.043.01.0918*

Author (s) :
Abdul waheed khan
PhD Scholar, Department of Islamic studies, Qurtuba University of science and information technology, peshawar, Pakistan, Email: wmuavia@gmail.com
Muqaddusullah
Assistant professor, Department of Islamic studies,Qurtuba University of science and information technology, peshawar, Pakistan, Email: drmqds@qurtuba.edu.pk
Aamir Aziz
M.phil Research scholar, Dept. Islamic Theology Islamia College University Peshawar, Email: aamiricp65@gmail.com

How to Cite **:** *Abdul waheed khan, Muqaddusullah and Aamir Aziz 2025. A Scientific and Research Review of the Better Quality of Life and its Factors and Phenomena in the Context of Shah Waliullah's Social Thoughts. Al-Idah . 43, -1 (Jun. 2025), 202 - 222.*

Publisher **:** *Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar, Al-Idah . 43, -1 (Jun. 2025), 202 - 222.*

Article History:
Received on: ***03 – March - 2025***
Accepted on: ***02 – May - 2025***
Published on: ***30 – June - 2025***

This work is licensed under a Creative Common Attribution 4.0 International License
Author(s) declared no conflict of interest

Abstract & Indexing
Islamic Research Index
HEC Approved Research and Indexing Agency
AUSTRALIAN ISLAMIC LIBRARY
From darkness to light!
Crossref
DOAJ DIRECTORY OF OPEN ACCESS JOURNALS
INTERNATIONAL Scientific Indexing
INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL

Abstract:
This study explores the seminal social thought of Shah Waliullah (1703–1762), a distinguished Islamic scholar and reformer whose ideas significantly influenced the socio-religious landscape of the Indian subcontinent. The paper examines Shah Waliullah's comprehensive vision for enhancing quality of life through the revitalization of Islamic values, promotion of education and intellectual engagement, economic self-reliance, social justice, and the affirmation of individual and collective responsibility. His integrative approach encompassed spiritual and moral development, cultural and intellectual enrichment, and the pursuit of political stability and economic welfare. By addressing the foundational elements of a just and prosperous society, Shah Waliullah laid the groundwork for enduring reformist movements in South Asia. This study situates his contributions within the broader context of Islamic philosophy and contemporary discourses on human development, demonstrating the continued relevance of his legacy in modern debates surrounding social justice and quality of life in Muslim societies.

Keywords: *hah Waliullah; Islamic reform; social thought; quality of life; education; economic empowerment; social justice; human rights; Islamic philosophy; Indian subcontinent.*

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

معیار زندگی کیا چیز ہے؟

کسی ملک کے شہریوں کے معیار زندگی سے اس ملک کی ترقی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اس کی آبادی کی اکثریت آج بھی دیہاتوں میں رہتی ہے۔ اس لئے ترقی کے لئے ضروری ہے کہ شہر اور دیہات دونوں جگہ رہائش پذیر لوگوں کی معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لیے مساوات کے ساتھ تدابیر اختیار کی جائیں۔ اور ان کو بنیادی سہولیات اور ضروریات زندگی فراہم کی جائیں۔ معیار زندگی سے مراد کسی ملک کے افراد کو دستیاب وسائل اور معاشرتی خدمات کی مقدار اور کیفیت ہوتی ہے۔ اور یہ کہ معاشرہ کے افراد کو یہ اشیاء اور خدمات کس انداز میں مل رہی ہیں۔ عام طور پر معیار زندگی کی پیمائش کے لیے درجہ ذیل پیمانے استعمال کیے جاتے ہیں۔ 1: آمدن کی عدم مساوات 2: غربت کی شرح 3 : فی کس آمدنی 4: طبّی سہولیات اور ان کی کیفیت 5: تعلیم کا معیار 6: معاشرتی حقوق 7: روزمرہ کی بنیادی ضروریات اور شہری سہولیات ذرائع نقل حمل اور عوام کی رہنمائی کے ادارے وغیرہ شامل ہیں۔[1]

انسائکلوپیڈیا آف بریٹانیکا میں لکھا ہے:

"Quality of life, the degree to which an individual is healthy, comfortable, and able to participate in or enjoy life events. The term quality of life is inherently ambiguous, as it can refer both to the experience an individual has of his or her own life and to the living conditions in which individuals find themselves. Hence, quality of life is highly subjective. Whereas one person may define quality of life according to wealth or satisfaction with life, another person may define it in terms of capabilities (e.g., having the ability to live a good life in terms of emotional and physical well-being). A disabled person may report a high quality of life, whereas a healthy person who recently lost a job may report a low quality of life. Within the arena of health care, quality of life is viewed as multidimensional, encompassing emotional, physical, material, and social well-being.[2]"

(ترجمہ): زندگی کا معیار، وہ ڈگری جس تک ایک فرد صحت مند، آرام دہ، اور زندگی کے واقعات میں حصہ لینے یا ان سے لطف اندوز ہونے کے قابل ہے۔ معیارِ زندگی کی اصطلاح فطری طور پر مبہم ہے، کیونکہ یہ فرد کو اپنی زندگی کے تجربے اور زندگی کے ان حالات کا حوالہ دے سکتا ہے جن میں افراد خود کو پاتے ہیں۔ لہذا، زندگی کا معیار انتہائی ساپیکش ہے۔ جہاں ایک شخص زندگی کے معیار کی تعریف دولت یا زندگی سے اطمینان کے مطابق کر سکتا ہے، وہیں دوسرا شخص اس کی تعریف صلاحیتوں کے لحاظ سے کر سکتا ہے (مثال کے طور پر، جذباتی اور جسمانی تندرستی کے لحاظ سے اچھی زندگی گزارنے کی صلاحیت)۔ ایک معذور شخص اعلیٰ معیار زندگی کی اطلاع دے سکتا ہے، جب کہ ایک صحت مند شخص جس نے حال ہی میں ملازمت کھو دی ہے، زندگی کے کم معیار کی اطلاع دے سکتا ہے۔ صحت کی دیکھ بھال کے میدان میں، زندگی کے معیار کو کثیر جہتی کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جس میں جذباتی، جسمانی، مادی اور سماجی بہبود شامل ہے۔"

دیہی ترقی اور بہتر معیار زندگی کے عوامل میں زراعت سب سے اہم چیز ہوتی ہے۔ کیونکہ زراعت معیشت کی ماں ہوتی ہے۔ آگے پھر زراعت کی بہت ساری شاخیں ہیں۔ فصل، سبزیاں، فروٹ، پانی، کھیتیاں، پہاڑیاں، باغات، آب پاشی وغیرہ ان سب چیزوں کے ساتھ دیہی ترقی وابستہ ہوتی ہے۔

معیار زندگی کا دائرہ کار اور اصول: اس میں دو رائے نہیں ہیں کہ انسان کی ذہنی، جسمانی اور روحانی ترقی فارغ البالی اور خوشحالی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ معاشی خوشحالی ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان کا مزاج اور اخلاق درست رہتے ہیں، اس کو استقامت نصیب ہوتی ہے، علوم اور فنون کی اشاعت اور تعمیر صلاحیت میں وقت صرف کرتا ہے، انسان دوسروں میں ممتاز بنتا ہے۔ انسان کی فارغ البالی اور خوشحالی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کو ان اشیاء اور حالات کے

مواقع حاصل ہوں جو اس کو ذہنی، جسمانی اور روحانی ترقی سے نواز دیں۔ ان اشیاء اور حالات کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1. جن اشیاء کا تعلق انسان کی بقاء سے ہو، وہ بنیادی ضرورتوں میں داخل ہیں، اور یہ تین بنیادی ضرورتیں سب سے پہلے اور ہر حال میں پوری ہونی چاہئے کھانا پینا، لباس اور مکان کی فراہمی۔ اگر کسی معاشرے میں یہ بنیادی ضروریات پوری نہ ہو تو وہاں کے لوگوں کی ذہنی کیفیت پست اور تہذیب اور اخلاق گر جاتے ہیں۔
2. دوسری قسم ان اشیاء کی ہیں جن کا تعلق انسان کی نفسیاتی اور جسمانی صحت برقرار رکھنے کے ساتھ ہے۔ صحت مند غذا اور صحت مند پانی، مناسب اور خوبصورت لباس، خوش گوار گھر اور بہترین عمرانی تعلقات اس میں شامل ہیں۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے بھی یہ بات بیان فرمائی ہے کہ رہائش گاہ ہر آدمی کی ایسی ہو کہ جو سردی اور گرمی سے بچانے والی ہو اور خاندان اور اسباب کی حفاظت کرنے والی ہو، اور اس کی فضا وسیع اور طول و عرض کشادہ ہو اور آسانی سے میسر بھی ہو۔[3]

انسانی حاجات کی اقسام (Types of Human Needs): اپنی نوعیت کے لحاظ سے انسانی حاجات کو تین قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۱)ضروریات (Necessities): انسان کو زندہ رہنے کے لئے چند چیزوں کی اشد ضرورت ہوتی ہے، مثلاً روٹی، کپڑا، مکان اور پانی وغیرہ۔ روٹی جیسی کیسی بھی ہو بس روٹی ہونی چاہئے، اور کھانا اس کے پیٹ میں جانا چاہئے۔ موسمیاتی تبدیلی اور تغیرات کے نقصانات سے بچنے کے لئے کپڑے پہننا ضروری ہیں۔ دشمنوں سے اور ضرر رساں حیوانات سے بچنے کے لئے مکان کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ یہ تین بنیادی ضرورتیں ہیں، ان کے علاوہ بھی کچھ ضروریات ہیں۔ ماہرین معاشیات نے ان کو مزید کچھ حصوں میں تقسیم کیا ہے: (1)ضروریات زندگی (2) ضروریات کار کردگی (3)ضروریات رسمی۔ زندگی کو باقی رکھنے کے لئے ضروریات زندگی کے لئے کوشش کرنا انتہائی ناگزیر ہے جیسے کھانا، پینا، لباس اور مکان وغیرہ۔ کچھ اور بھی ضروریات ہیں کہ جن کو استعمال کر کے انسان اپنی کار کردگی بڑھا سکتا ہے۔ مثلا دودھ، گھی، شہد، اور مکھن وغیرہ انسان کو تندرست اور مضبوط رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بعض ضروریات کو انسان سوسائٹی کی وجہ سے پورا کرتا ہے، جن کو فیشن کی وجہ سے پورا کیا جاتا ہے۔ اور لوگ بھی ضروریات کار کردگی کو چھوڑ کر رسمی ضروریات طرف متوجہ ہیں، اور یہ کسی ایک قوم کی بات نہیں ہو رہی بلکہ دنیا بھر کے اقوام کی یہ حالت ہے کہ وہ رسمی ضروریات کی تسکین کو ترجیح دیتے ہیں۔[4]

سامان آسائش(Comforts): یہ وہ حاجات ہیں جن کے پورا ہونے سے زندگی آرام دہ اور خوشگوار بنتی ہے۔ بعض اوقات اس سے انسانی کارکردگی پر زد بھی پڑتی ہے، اور کاردگی متاثر ہو جاتی ہے۔ سامان آسائش میں سے مہنگا لباس، اچھی خوراک، ایک بڑا اور کشادہ گھر اور تفریح کی سہولیات وغیرہ جیسی چیزیں شامل ہیں۔

سامان تعیشات(Luxries): تعیشات، بے جا ذاتی اخراجات کو یا بلا وجہ احتیاجات کی تسکین کو کہتے ہیں۔ یہ تعیشات ایسی حاجات ہوتی ہیں جو نہ بقاء زندگی کے لئے ضروری ہوتے ہیں اور نہ ہی قوت کار کردگی ان کے ساتھ بڑھتی ہے، بلکہ وہ صرف عیش و عشرت اور تلذذ کے لئے ہوتی ہیں، اور اس قسم کے اخراجات وہ صرف تفریح طبع کی خاطر کرتا ہے۔[5]

شاہ ولی اللہ صاحب کی نظر میں معیار زندگی: معاشرے میں معاشی عدم توازن سے بچنے کے لئے زندگی کا ایک معیار مقرر ہونا چاہئے تاکہ رہن سہن کا توازن برقرار رہے۔ اس سلسلے میں معیار زندگی کو متوازن رکھنے کے لئے شاہ صاحب نے کچھ بنیادی باتوں کی طرف توجہ دلائی ہیں:

(1) ایک خوشحال معاشرے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہاں بنیادی ضرورتوں کی تکمیل میں افراط اور تفریط سے کام نہ لیا گیا ہو بلکہ توازن قائم ہو۔ شاہ صاحب اس کو اعتدال کا نام دیتے ہیں۔

(2) اعتدال کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ معاشرہ کے تمام افراد کو بنیادی ضرورتیں بغیر کسی دقت اور مشکل کے حاصل ہو۔ ضرورت کے مطابق اچھی خوراک، موسم کے مطابق بہترین پوشاک اور رہنے کے لئے آرام دہ مکان کی سہولت ہر فرد کو حاصل ہو، اور آسانی سے اپنی من پسند نکاح کرنے کے مواقع حاصل ہوں۔ معیار زندگی کے اس درجے کی سہولیات کو شاہ صاحب رفاہیت کے ساتھ موسوم کرتے ہیں۔

(۳) معیار زندگی کی مذکورہ دو اصول اعتدال اور رفاہیت، ایک تیسرے اصول کے متقاضی ہیں اور وہ یہ ہے کہ لوگوں میں ایسا شعور اور بیداری موجود ہو کہ وہ اپنی معیار زندگی کو برقرار رکھ سکے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر ایک ایسا نظام ہونا چاہئے جس کے ذریعے لوگوں کی ضرورتیں پوری ہو کر ان کا معیار زندگی برقرار ہو۔ تاکہ اعتدال اور رفاہیت کا انتظام اور اہتمام ہو سکے۔ اور اس کو شاہ صاحب نے سنت عادلہ سے تعبیر

کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معاشرہ کے ہر ہر فرد کو ضروریات مہیا کرنے کے لئے کچھ اصول وضع کئے جائیں جن کی بدولت معاشرتی انصاف یا عدل عمرانی قائم ہو سکے۔[6]

چنانچہ یہ تینوں چیزیں یعنی اعتدال، رفاہیت اور سنت عادلہ زندگی کے بلند معیار کی وہ بنیادیں ہیں کہ ان کے مطابق جس فرد کی ضروریات زندگی پوری ہو گئیں تو اس کو زندگی کا لطف مل گیا۔ چنانچہ شاہ صاحب نے فرمایا: اے لوگوں! جس آدمی کو خدا تعالیٰ ایک مکان دے دیں جس میں وہ آرام اور سکون سے رہتا ہو، اور سیراب ہونے کے لئے پانی، سیر ہونے کے لئے کھانا اور بدن ڈھانپنے کے لئے کپڑا دے دیں تو دنیا کا لطف اسے حاصل ہوا۔[7]

خوراک: زندگی میں انسان کی سب سے بڑی ضرورت خوراک ہوتی ہے۔ جب انسان عدم سے وجود میں آتا ہے تو سب سے پہلے اس کو خوراک کی طلب ہوتی ہے۔ اس کو خوراک ملنے میں اگر تاخیر ہوتی ہے تو وہ رونا، چلانا اور ایڑیاں رگڑنا شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح جب اس کی عمر بڑھتی ہے تو وہ خوراک کے حصول کے لئے جد وجہد اور کوشش کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر حلال طریقے سے نہ ملے تو مجبوراً وہ حرام ذرائع کو بھی اختیار کرنے کا ارتکاب کرنے لگتا ہے۔ اسی وجہ سے سب سے پہلی کوشش یہ ہونی چاہئے کہ معاشرہ کے افراد کو معیاری خوراک اور کھانے پینے کی چیزیں مل جائیں۔ شاہ صاحب کی رائے یہ ہے کہ لوگوں کو کھانا نہ تو اتنا کم ملے کہ ان کی ضرورت پوری نہ ہو اور ان کی صحت متاثر ہو، اور نہ ہی اتنا مرغن اور زیادہ ملے کہ اس کا معدہ خراب ہو اس لئے کہ جب بدن اور اعصاب پر اس کا اثر مرتب ہوتا ہے تو اس کے اعمال بھی متاثر ہوں گے۔[8]

لباس: انسان کی بنیادی ضروریات میں سے لباس بھی ہے۔ شاہ صاحب کے خیال کے مطابق لوگوں کا لباس ایسا ہونا چاہئے کہ معاشرہ کے افراد جنگلی لوگوں اور بدوؤں جیسے نہ دکھائی دے۔ اور نہ ہی ایسا ہو کہ لوگ لباس اور زیب وزینت کے شکار ہو جائیں۔ لباس کا معیار یہ ہو کہ کم از کم گرمی اور سردی سے بچا سکتا ہو اور یہ ہر کسی کو حاصل ہو۔ لباس ایسا نہ ہو کہ چند افراد تو چیتھڑے پہنے ہوئے ہوں، اور دوسرے لوگ ریشم کے نرم نرم خوش نما لباس پہنے ہوئے ہوں۔ اگر کچھ لوگ بہترین لباس نہ پہن سکے تو دوسروں کو ان کی دل شکنی سے بچنے کے لئے شان و شوکت والا لباس نہ پہننا چاہئے۔ زیورات بھی لباس کا حصہ ہیں اس کی ضروری زیبائش کی حد تک تو اجازت دی گئی ہے۔ تاہم نمائش کے لئے زیورات استعمال کرنے کی شاہ صاحب نے مخالفت کی ہیں، اور اس موقع پر آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرمایا: کہ آگاہ رہو، جو عورت تم میں سے نمائش کے لئے زیورات پہنے گی، اس عورت کو اسی زیورات کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔[9]

مکان: انسان کے رہنے کے لئے مکان ایک اہم ضرورت ہے۔ جیسا کہ دوسرے حیوانات بھی غاروں میں گرمی سردی سے بچاؤ کے لئے پناہ لیتے ہیں، اسی طرح چرند اور پرند بھی گھونسلے بناتے ہیں، انسان بھی اپنی حفاظت کے لئے گھاس پھونس کا گھر بنالیتا ہے۔ شاہ صاحب کی تعلیمات کے مطابق رفاہیت کا تقاضہ یہ ہے کہ انسانوں کا گھر کم از کم

معیار کے مطابق دوسرے حیوانات سے تھوڑا ممتاز ہو کہ وہ کشادہ ہو، گرمی سردی سے یقینی طور پر محفوظ ہو، طوفان اور بارشوں کے اثرات سے متاثر ہونے والا نہ ہو، نہ اتنے چھوٹے ہو کہ گر جائے اور محفوظ نہ ہو، اور نہ اتنے بلند و بالا ہو کہ محلات اور حویلیاں لگتے ہو، کیونکہ بلند عمارات قیصر و کسریٰ کے نظاموں کی ایک نشانی ہے۔[10]

شاہ صاحب نے فرمایا کہ عوام کے ساتھ ایک طرف اس نظام میں جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا ہے، ان کو آرام دہ مکانات سے محروم رکھا جاتا ہے، اور دوسری طرف امیر لوگ بڑے بڑے محلات میں، مکانات کی تعمیرات میں اور ان میں بے ضرورت نمائشی چیزوں کے بنانے میں قومی دولت کو بے دریغ اڑانے میں مصروف ہیں۔ قیصر و کسری کے سرمایہ دارانہ نظاموں میں لوگ انہی بے ضرورت نمائشوں میں لگے ہوئے تھے، اور ان میں دولت برباد کر کے اس پر فخر اور غرور بھی کیا کرتے تھے۔ ان کی اس روش پر جناب رسول اللہ ﷺ نے سختی سے رد فرمایا۔ چنانچہ فرمایا: جس عمارت کی ضرورت ہو اس کو بناؤ، اور اس کے علاوہ (جن کی ضرورت نہ ہو) عمارات بنانے والے پر وبال بن جاتی ہیں۔[11] شاہ صاحب آپ ﷺ کے دوسرے اقوال کو بھی نقل کر کے اپنی مدعا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ رہنے کے لئے ایک کھلے مکان کا ہونا رفاہیت کے اصولوں کے مطابق معاشرے کے ہر فرد کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔ اور یہ تمام افراد کو افراط و تفریط سے پاک اعتدال کے اصول پر مہیا ہونا چاہئے۔

جنس: شاہ صاحب کے نزدیک تمام خواہشات سے بڑھ کر جنسی خواہش ہوتی ہے۔ یہ انسان کے دل پر جلدی غلبہ حاصل کرتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان برائیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ مرد اور عورت دونوں کے لئے اس خواہش کی تسکین ضروری ہوتی ہے۔ معاشرہ کے افراد کے لئے اس کی تسکین اگر درست انداز اور طریقے سے نہ ہوتا ہو تو یہ جنسی، معاشرتی اور نفسیاتی مسائل کا باعث بن سکتی ہے۔ اس لئے جنسی تسکین فراہم کرنے کا درست انتظام معاشرے میں ضروری ہوتا ہے۔ اس مسئلے پر شاہ صاحب نے مختلف جگہوں میں بحث فرمائی ہے، ان کا حاصل یہ ہے:" کہ اس فطری تقاضے (یعنی جنسی خواہش) کا پورا ہونا ضروری ہوتا ہے، حیوانات کے ماحول میں اس کے لئے کوئی قانون اور ضابطہ اخلاق نہیں ہوتا۔ جبکہ ہمارے انسانی معاشرہ میں جنسی تسکین کو ایک خاص مقصد کے حصول کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس معاملے میں مذہب اور اخلاق کا دیوار آڑے آتا ہے۔ اور مذہب ہی نے اس بنیادی ضرورت کی تسکین کے لئے بہترین حل پیش کیا۔ یہاں اسلام اور پیغمبر اسلام کی تعلیمات فطری تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔ مرد اور عورت کا آپس میں عقد اور معاہدہ نکاح اس میں فطری کردار ادا کرتا ہے۔ چنانچہ ایک عورت مرد کے بغیر نامکمل ہوتی ہے، اور مرد عورت کے بغیر نامکمل ہوتا ہے۔ اسی طرح جنسی تسکین کا حصول بھی ہو گا اور خاندانی نظام اور زندگی کا پہیہ بھی چل رہا ہو گا۔ اور اس کا طریقہ یہ ہو کہ مرد اور عورت میں سے ہر ایک کو یہ اختیار حاصل ہو کہ وہ جس کو پسند کرے اسی کے ساتھ نکاح کرنے دیا جائے۔[12]

معیار زندگی میں اعتدال کا راستہ: شاہ صاحب رحمہ اللہ سماج کو تمدن کی متوسط حد کو اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ آپ نے زندگی کی لوازمات سے متعلق ایک اصولی بات کی نشاندہی فرمائی ہے، فرمایا کہ رفاہیت (معاشی آسودگی) کی تین صورتیں بنتی ہیں: (1) رفاہیت بالغہ (2) رفاہیت ناقصہ (3) رفاہیت متوسطہ۔ تن آسانی اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے کو رفاہیت بالغہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ خوارک، لباس، مکان اور دوسری ضرورتیں پوری کرنے میں جب کثیر مال اور دولت خرچ کیا جاتا ہو، اور لوگ وی آئی پی کلچر کے حامل بن کر ناجائز تصرفات کرکے قوم اور ملک کی دولت کو برباد کرتے ہو، تو یہ رفاہیت بالغہ بن جاتا ہے۔ اور اگر ارتفاقات اور لوازمات زندگی کے لحاظ سے لوگوں کا معیار انتہائی پست ہو اور وہ حیوانوں کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہو تو یہ رفاہیت ناقصہ کہلاتا ہے۔ اور رفاعیت متوسطہ یہ ہے کہ افراط اور تفریط سے دامن کو بچا بچا کر توازن اور اعتدال کے ساتھ زندگی بسر کیا جاتا ہو۔ یہی وہ معیار ہے جس کی طرف شاہ صاحب رحمہ اللہ لوگوں کو اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہیں، جبکہ مابقی دونوں معیاروں کو خلاف مروت بتاتے ہوئے ان کو معاشی انحطاط کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔[13]

اعلیٰ معیار زندگی کے اسباب: زندگی بسر کرنے کے لئے ایک اعلیٰ معیار زندگی کا وجود ایک ترقی پذیر معاشرہ کی اولین ضرورت ہوتی ہے۔ اعلیٰ معیار زندگی کسی قوم کی اخلاقی کردار کے لئے بھی ضروری ہوتا ہے۔ ترقی یافتہ معاشرے خود نہ صرف استعمال کی اشیاء خود پیدا کرتے ہیں بلکہ وہ ان اشیاء کی پیدائش کے ساتھ ساتھ جمالیاتی مذاق اور آرام و تسکین کے ذرائع کا بھی بھرپور استعمال کرتے ہیں۔

- ایک اعلیٰ معیار زندگی کے حصول کے لئے غربت کا خاتمہ اولین ترجیحات میں شامل ہوتا ہے اور غربت ختم کرنے کے لئے مختلف قسم کی صنعتوں کا قیام ضروری ہوتا ہے۔ پھر ان صنعتوں کو پہلی ہی فرصت میں قائم کرنی چاہئے جن کا تعلق بنیادی ضروریات زندگی کی تکمیل سے ہوتا ہے۔ مثلاً زراعت، تعمیرات مکان، کان کنی، پارچہ بافی، ماہی گیری اوسمندر اور زمین کے دوسرے اہم وسائل کو استعمال کے قابل بنانا۔[14] ان اہم ضروریات کے صنعتوں کے علاوہ لوگ ترقی یافتہ معاشروں میں ان صنعتوں کو ترویج دیتے ہیں جن کے ذریعے سامان تعیش اور آرائش و زیبائش کی پیداوار کو وجود میں لایا جاتا ہے۔
- معاشی بہبود کے حصول کے لئے بھی یہ بات لازم ہے کہ معاشرہ میں کوئی مرد حتی الامکان بیکار اور بے روزگار نہ رہے، بلکہ تمام انسانوں کو چاہئے کہ وہ معاشرے کے کار آمد افراد بن کر اس کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ نہ کچھ سرانجام دیا کریں۔ کوئی صحت مند آدمی اگر سرکاری خزانے پر بوجھ بنتا ہے یا دوسرے رشتہ داروں کی جائیداد اور املاک پر بار بننا ملک اور معاشرہ دونوں کے لئے ضرر رساں ہے۔ اور ایسے فرد کا یہ فعل غیر معاشی ہونے کے

ساتھ ساتھ غیر اخلاقی بھی ہے۔ اس کا نتیجہ بھی یہ ہوتا ہے کہ جرائم اور بد عنوانیوں کے ارتکابات کا وقوع بھی زیادہ ہوتا ہے۔[15]

- ایک اعلیٰ معیار زندگی کے لئے سرمایہ کی تشکیل کرنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسی چیزوں اور خدمات میں زیادتی اور اضافہ لائی جائے کہ جن سے عام استعمال کی چیزوں کے بنانے میں مدد لی جائے۔ مثلاً مشینیں، صنعتیں، کارخانے، ٹریکٹر، بجلی گھر، ٹیوب ویل، ذرائع مواصلات اور آب پاشی کے منصوبے وغیرہ ان ساری چیزوں میں سرمایہ کو لگایا جا سکتا ہے۔[16]
- ہمارے معاش کا ایک بڑا ذریعہ زراعت ہے۔ ہمارے ملک کی چونتیس فی صد حصہ پیداوار کا زراعت سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اور زراعت سے اسی فی صد آبادی رزق کماتی ہے۔ لیکن اس سارے پراسس میں جدید مشینری کو استعمال میں نہیں لایا جا رہا ہے بلکہ پرانے طریقے ہی استعمال کئے جاتے ہیں، سیم و تھور کا کٹاؤ بھی زمینی پیداوار کے گھٹنے کا باعث بن رہا ہے۔ اور فی ایکڑ اوسط پیداوار بھی بہت کم ہے۔ ان کمزوریوں کو دور کرنے اور ملک کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے زرعی نظام میں اصلاحات لانی ضروری ہے، جدید زرعی ٹیکنالوجی کو تمام چھوٹے بڑے کاشت کاروں تک پہنچانا لازمی ہوگا، بیج اور کھاد سے لے کر فصل کاٹنے اور فروخت کرنے تک تمام مرحلوں میں جدت لانی چاہئے۔[17]

- بعض لوگ معاشی پیداوار کو بڑھانے کے لئے خاندانی منصوبہ بندی پر زور دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ آبادی کے تیز بڑھنے کی وجہ سے اقتصادی ذرائع پر ان کا بوجھ بڑھ رہا ہے، اور فی کس آمدنی گرتی جا رہی ہے۔ یہاں فی سال تین فی صد آبادی بڑھ رہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ معاشی منصوبے جو حکومت بناتے ہیں آبادی بڑھتی ہے تو ان کا نتیجہ زائل ہو جاتا ہے، لہذا آبادی کو جب تک کنٹرول نہیں کیا جائے گا ہمارے سارے معاشی منصوبے کارآمد نہیں ہو سکتے، اور بلند معیار زندگی کے تمام خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکیں گے۔[18]

لیکن اسلامک پوائنٹ آف روسے یہ نظریہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اسلام اس بات کی طرف دعوت دیتا ہے کہ آبادی اور افراد کو بڑھائے جائے، جبکہ ان کی رزق کا بندوبست اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لگایا ہے۔ جتنا ایک چیز کا استعمال بڑھے گا اتنا ہی اس کا وجود اور پیداوار بڑھے گا۔ آپ دیکھیے کہ پانی اور ہوا ایسے عناصر ہیں جن کا استعمال دوسرے تمام عناصر سے بڑھ کر ہے، اور اتنا ہی ان کا پیداوار اور وجود بھی کائنات میں سب سے زیادہ ہے۔ کسی زمانے کے اندر لوگ جو کی روٹیاں کھایا کرتے تھے اس وقت آبادی بھی کم ہوتی تھی لیکن گندم کی روٹی بعض بعض لوگ اور بعض بعض اوقات کھایا کرتے تھے۔ لیکن آج آبادی میں جتنا اضافہ ہوا ہے گندم کا پیداوار بھی اتنا بڑھ گیا ہے۔ قرآن وسنت اس بات پر شاہد ہیں کہ جتنی آبادی بڑھتی جاتی ہے اتنی ان کی معاشی حالت روبہ ترقی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومامن دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا۔[19] (ترجمہ): اور زمین میں کوئی ایسا جاندار نہیں ہے کہ جس کے رزق کا ذمہ اللہ نے نہ لیا ہو۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: لاتقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاکم ان قتلھم کان خطا کبیراً۔[20] (ترجمہ): اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی اور تمہیں بھی روزی دیتے ہیں بے شک ان کا قتل بہت بڑی خطا ہے۔ اسی طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تزوجوالودود الولود فانی مکاثر بکم الامم"۔[21] (ترجمہ): تم زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جنم دینے والی عورتوں سے شادی کرو کیونکہ دیگر امتوں کے مقابلے میں مجھے اپنی امت کی کثرت تعداد پر فخر ہو گا۔

- آمدنی بڑھانے کے لئے نظام معیشت کو منصوبہ بندیوں کے ذریعے اصول اور ضوابط کے نیچے لانا ہو گا۔ تجارت، زراعت، صنعت، قوت، زر، مواصلات، بینکاری کے علاوہ دوسرے شعبوں کے لئے بھی ترقیاتی منصوبوبے بنائے جائیں۔ آمدنی بڑھانے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ دولت کی تقسیم منصفانہ اور مساویانہ طریقے سے یقینی بنائی جائے۔ اسی طرح ارتکاز دولت کا مسئلہ ختم ہو جائے گا۔[22]

پاکستان میں لوگوں کے معیار زندگی کے ناقص ہونے کی وجوہات: کسی ملک کی ترقی کا اندازہ اس ملک کے باشندوں کی معیار زندگی سے لگایا جا سکتا ہے۔ اور معیار زندگی کا اندازہ بنیادی سہولتوں سے لگایا جاتا ہے۔ یعنی اگر کسی ملک میں زندگی گزارنے کی تمام تر سہولیات موجود ہو تو کہا جاتا ہے کہ اس ملک کی معیار زندگی بلند ہے۔ یہ جغرافیائی طور پر بھی موازنہ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے مثلاً دو شہروں کا آپس میں موازنہ کرنا یا دو ملکوں اور دو قصبوں کے درمیان موازنہ کرنا، یا موجودہ اور گزشتہ سال کا آپس میں موازنہ کرنا اور یہ معلوم کرنا کہ معیار زندگی بہتر ہوا ہے یا نہیں؟ سوشل پروگریس انڈیکس رپورٹ 2016ء کے مطابق پہلی دنیا[23] کے 25 ممالک کے معیار زندگی کو بلند شمار کیا گیا۔ ان میں کینیڈہ، یوکے اور یوایس اے وغیرہ شامل ہیں۔ اسی رپورٹ کے مطابق ناقص معیار زندگی کے لحاظ سے تیسری دنیا کے ممالک کو بھی شمار کیا گیا۔ جن میں پاکستان کو بھی بدقسمتی سے شامل کیا گیا ہے۔ پاکستان میں

لوگوں کی معیار زندگی پہلے ہی سے کمزور چلی آ رہی تھی مگر گزشتہ تین چار سالوں سے انتہائی ناقص ہوتی جا رہی ہے۔ غربت ، پسماندگی انتہاؤں کو چھو رہی ہے۔صاف پانی اور غذا کی کمی،بے روزگاری،معیاری صحت اور معیاری تعلیم کا فقدان،بنیادی سہولیات سے محرومی، کرپشن اور بدعنوانیاں یہاں عروج پر ہیں۔[24]

پسماندہ معیشت:

تیرہ کروڑ سے زیادہ لوگ غُربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں جن کی آمدنی دو ڈالر (یعنی 600 روپے سے بہت) کم ہے۔ ملکی معیشت کا یہ حال ہے کہ غربت اور بھوک سے لوگ مر رہے ہیں اور خودکشیاں کر رہے ہیں۔ بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ روئے زمین پر 200 ممالک کی فہرست میں 1947ء کے بعد جو 130 ممالک معرض وجود میں آئے ان میں سماجی ،معاشی اور اقتصادی اعداد اور اشاریوں کے لحاظ سے سب سے کمزور ترین ملک پاکستان کا ہے۔حالانکہ پاکستان جتنے قدرتی وسائل بہت کم ممالک کے پاس ہیں۔ چائنا،ملائیشیاء،انڈونیشیاء اور ساؤتھ کوریا وغیرہ یہ سارے ایک ہی وقت میں دنیا کے نقشے پر نمودار ہوئے ان کے ایماندار لیڈرشپ کی وجہ سے ان کی معاشی اور اقتصادی ترقی آسمان سے باتیں کر رہی ہیں جبکہ پاکستان آئے روز نیچے جا رہا ہے بلکہ ڈیفالٹ ہونے جا رہا ہے۔ ملائشیاء کی فی کس آمدنی 26 ہزار ڈالرز،انڈونیشیاء کی 12 ہزار ڈالرز، ساؤتھ کوریا کی 35 ہزار ڈالرز اور اسرائیل کی 34 ہزار ڈالرز ہیں، جبکہ پاکستان کی فی کس سالانہ آمدنی ساڑھے تین ہزار ڈالرز ہیں بلکہ یہاں تو جو بچہ پیدا ہوتا ہے مقروض ہی پیدا ہوتا ہے۔ گزشتہ دور حکومت میں قرضے کا مقدار 25 ارب ڈالر سے بڑھا کر 52 ارب ڈالرز تک پہنچا دیا گیا۔پوری دنیا میں جنوبی ایشیاء کے لوگ سب سے زیادہ غریب ہیں پھر ان میں بھی پاکستان کے لوگ اقتصادی اور سماجی اشاروں کے لحاظ سے یہاں موجود تمام ممالک سے کمزور ہیں۔

بے روزگاری: معیار زندگی کے ناقص اور کمزور ہونے کی سب سے بڑی وجہ بے روزگاری ہے۔ ہمارے ملک میں بے روزگاروں کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔ ملک کے ڈگری ہولڈرز (گریجویشن،ماسٹرز،ایم فلز اور پی ایچ ڈیز) کی 8.2 فی صد افراد اپنی صلاحیت کار سے کہیں نچلی سطح کی اور جز وقتی نوکریاں کر رہے ہیں جن کا تناسب خیبر پختونخوا میں 9.69 فی صد، پنجاب میں 7 فی صد، بلوچستان میں 9.20 فیصد اور سندھ میں 8.45 فی صد ہے۔ یہ تناسب مردوں میں 5.53 فی صد ڈگری ہولڈر رہے۔اسی طرح دیہات میں بھی 4.07 فیصد ڈگری ہولڈرز جز وقتی ملازم

ہیں۔ملک میں بے روزگاری کا تناسب سرکاری اندازے کے مطابق 6 فی صد ہے،اور غیر سرکاری ذرائع کے مطابق 8 فیصد ہے۔ اس تناسب سے کہیں بڑھ کر افراد اپنے شعبوں سے باہر جاب کررہے ہیں اور زیادہ لوگ کم درجہ کی ملازمتیں کررہے ہیں۔ان کی تعداد بھی لاکھوں میں ہے۔پانچ لاکھ سے زیادہ ڈگری ہولڈرز بے روزگار پھر رہے ہیں۔جو کہ ایک بہت بڑا سماجی المیہ ہے۔ان مسائل پر توجہ دیئے بغیر ہم ترقی یافتہ کیسے ہو سکتے ہیں۔چھ فی صد بے روزگاروں کو اگر 100 فی صد فرض کیا جائے تو پھر ان بے روزگاروں میں ناخواندہ بے روزگار افراد 23.4 فی صد ہے اور پڑھے لکھے بے روزگار افراد کا تناسب 78.7 فی صد ہے۔[25]

معیاری تعلیم کا فقدان: معیار زندگی کے ناقص ہونے کی ایک بڑی وجہ یہاں کا بے معیار تعلیمی نظام بھی ہے۔یہ اکیسویں صدی چل رہی ہے، انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ تعلیم کی ضرورت اور اہمیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔اقتصادی اور معاشی ترقی تعلیم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔اقوام متحدہ کے رپورٹ کے مطابق پاکستان کے دو کروڑ پچاس لاکھ بچے تعلیم حاصل کرنے سے محروم ہیں۔ان کے ساتھ تعلیم کی اہمیت کے نہ ہونے کی وجہ بھاری بھر فیسیں اور تعلیمی اداروں کے قیام کا فقدان ہے۔اور جو ادارے قائم ہیں ان میں تعلیم عام کرنے کے بجائے تعلیم کا بیڑہ غرق کیا جارہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ غربت کے مارے لوگ پہلے ہی سے زندگی کی تلخیوں سے اکتا چکے تھے، تعلیمی اداروں کی ان حالات نے ان کو مزید تعلیم سے متنفر کیا اور وہ اپنے بچوں کو تعلیم کی جگہ کسب اور کاموں کی طرف متوجہ کیا۔ناخواندگی کی ایک بڑی وجہ بے روزگاری اور مہنگائی بھی ہے۔پاکستان کی وزارت تعلیم کی طرف سے جاری کردہ ایک رپورٹ کے مطابق یہاں 85 فی صد شرح خواندگی ہے۔اور مفت تعلیمی اداروں کی بدولت 60 فی صد بچے سکول نہیں جاتے۔دیہی علاقوں کے بچے بھی تعلیم سے محروم ہیں، یہاں تعلیمی اداروں کو توجہ نہیں دی جاتی اور نہ ہی ایسے سیمینارز اور پروگرامات منعقد کئے جاتے ہیں جن سے تعلیم کو فروغ ملے۔ نتیجتاً دیہات کے لوگ زیادہ تر تعلیم کی اہمیت سے ناواقف رہتے ہیں۔شرح خواندگی میں اس وقت تک اضافہ ممکن نہیں ہے جب تک ناقص تعلیمی پالیسیاں اور شرح خواندگی کے لئے مؤثر اقدامات بروئے کار نہیں لائے جائیں گے۔

طبّی سہولیات کا فقدان: طب اور صحت کے حوالے سے بھی ہمارا ملک بہت تنزل کا شکار ہے۔علاج اور معالجے کی سہولیات مہیا کرنا حکومت کا بنیادی حق ہے۔مہذب اور ترقی یافتہ ممالک میں علاج اور معالجے کی تمام سہولیات موجود ہوتے ہیں۔جبکہ وطن عزیز پاکستان کے باشندے اکثر وبیشتر اس حق سے محروم ہیں۔یہ وہ ملک ہے جہاں عام اور بنیادی بیماریوں سے بھی بے شمار افراد چل بستے ہیں۔آبادی کے تناسب سے ڈاکٹروں کی تعداد بھی کافی کم ہے۔اور یہ تعداد پھر دیہی علاقوں میں بہت زیادہ کم ہے۔ڈاکٹروں کی اکثریت گاؤں میں کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی۔اس کے مقابلے میں یہاں جعلی ڈاکٹروں، غیر تربیت یافتہ دائیوں اور نیم حکیموں کی بہتات ہے۔ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں کی

تعداد پہلے سے بہت کم ہے،اور جو موجود ہیں وہ ادویات، آلات اور بنیادی سہولیات سے خالی ہیں۔ان وجوہات کی بناء پر عام بیماریوں کی وجہ سے بہت سارے افراد زندگی کی بازی ہار جاتے ہیں۔شہروں اور دیہاتوں کے پسماندہ علاقوں میں صحت کے بنیادی اصولوں سے آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے بھی زندگی کا معیار گر جاتا ہے۔ایک سروے کے مطابق پاکستان میں بیماریوں کے بڑھنے کی وجوہات بیداری اور آگاہی مہم کا نہ ہونا،ادویات کی کمی اور تربیت یافتہ ڈاکٹروں کا فقدان، صاف پانی کی قلت اور آلودگی ہیں۔

ہمارے ملک پاکستان کے دیہی علاقے بھی صحت کے حوالے سے کافی پسماندہ ہیں۔دیہی علاقوں میں زچگی سے خواتین کی اموات کی شرح شہروں کی نسبت دگنا ہے۔جو ہمارے دیہی علاقوں کی طبّی سہولیات پر سوالیہ نشان بن رہا ہے۔دیہی خواتین کی ناخواندگی کی وجہ سے ان کے بچوں کی صحت اور غذائیت متاثر ہو جاتی ہے۔جبکہ خواندہ مائیں اپنے بچوں کو صحت مند رکھتی ہیں تو اموات کی شرح بھی کم رہتی ہے۔پاکستان کے دیہی علاقوں میں بچوں کی صحت کے حوالے سے پاکستان سوشل اینڈ لیونگ اسٹینڈرز میئرمنٹ سروے 2014-15 کے مطابق ملک کے بارہ سے تئیس ماہ کی عمر کے چھپن فی صد بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگوائے جاتے ہیں۔جبکہ قومی غذائیت سروے 2011ء کے مطابق بچوں کا غذائی ماحول حوصلہ افزا نہیں ہے کیونکہ اس سروے کے مطابق پاکستان کے دیہی علاقوں میں 62.5 فی صد بچے خون کی کمی کے شکار ہیں۔47.2 فی صد بچوں کے قد اُن کی عمروں کے لحاظ سے کم ہے۔34.4 فی صد بچوں کا وزن اُن کی عمروں کے اعتبار سے کم ہے،اور 17.2 فی صد بچوں کا وزن قد کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ایسی کمزور صحتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیماریاں اور اموات دیہی علاقوں میں رقص کرتے ہوئے ڈیرے ڈالتے ہیں۔جن کی وجہ سے پاکستان کے دیہی علاقوں میں چھ سال سے کم عمر کے بچوں کی اموات کی شرح 107 فی ہزار ہے۔[26]

مہنگائی کا طوفان:

ہمارے ملک پاکستان میں زندگی کے معیار کے ناقص ہونے کی ایک وجہ مہنگائی بھی ہے۔ ہر دس افراد میں سے نو متوسط طبقے سے ہوتے ہیں، جن کی ماہانہ آمدنی پچیس سے تیس ہزار تک سے شروع ہوتی ہے۔اور روز بڑھتی مہنگائی کی وجہ سے اشیاء خورد ونوش ان کی پہنچ سے دور ہوتی جاتی ہیں۔اسی مہنگائی کی وجہ سے مڈل طبقے سے تعلق رکھنے والا ایک عام انسان بچوں کو معیاری تعلیم اور بلند معیار زندگی دینے سے قاصر ہوتا ہے۔ بلکہ بوقت ضرورت ان کا علاج اور معالجہ بھی دشوار پڑ جاتا ہے۔ایک متوسط خاندان ایسی مہنگائیوں پر کچھ کنٹرول حاصل کرنے کے لیے کئی طریقوں کو اختیار کر کے آمدنی بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔[27]

کرپشن:

کرپشن بھی ناقص معیار زندگی کی وجوہات میں سے ایک ہے۔غریب طبقات کی ترقی کے لیے حکومت جو اقدامات اٹھاتی ہے ان کی تکمیل میں بھی کرپشن رکاوٹ بنتی ہے۔ عام انسانوں کو ان کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کے مطابق ملنے والی نوکریاں اور روزگار بھی کرپشن کی بدولت ان سے چھن جاتی ہے۔اور غریب اور متوسط طبقات پر ترقی کرنے کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، نتیجتاًامیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا جارہا ہے۔اور معیار زندگی نیچے گرتی جارہی ہے۔ کرپشن کی وجہ سے بنیادی حقوق پامال ہوتے ہیں اور خاص کر ان لوگوں کے حقوق ضائع ہو جاتے ہیں جن کی روزانہ آمدن دوڈالروں (تقریباً550 پاکستانی روپے) سے بھی کم ہوتی ہے۔اور ان خواتین کے حقوق ضائع ہو جاتے ہیں جن کے ذمے اپنے نومولود بچوں کی پرورش کا فریضہ ہوتا ہے۔ پاکستان کا شمار دنیا کے کم ترین آمدنی والے ممالک میں ہوتا ہے، ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کے مطابق یہاں جو شعبے کرپشن سے سب سے زیادہ متاثر ہیں ان میں سرکاری ملازمتی شعبہ سرِفہرست ہے، اس میں کرپشن کی شرح چالیس فی صد سے تجاوز کر چکی ہے۔اور پھر عدلیہ ہے اور ارکانِ پارلیمان ہیں جو بالترتیب چودہ فی صد کرپشن سے آلودہ ہیں۔اگر ملکی حالات سدھارنے یا بہتر کرنے کی بات ہوتی ہے تو اس بات کی کیا ذمہ داری ہے کہ حکومت کرپشن کو ختم کرے یا ملک کے باشندوں کا معیار زندگی بہتر بنائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم آزاد تو ہوئے ہیں لیکن پھر بھی آزاد نہیں ہیں۔[28]

خلاصہ بحث(Key Notes):

علمی نکات (Subjective Notes):

- معیار زندگی سے مراد کسی ملک کے افراد کو دستیاب وسائل اور معاشرتی خدمات کی مقدار اور کیفیت ہوتی ہے۔ اور یہ کہ معاشرہ کے افراد کو یہ اشیاء اور خدمات کس انداز میں مل رہی ہیں۔
- عام طور پر معیار زندگی کی پیمائش کے لیے درجہ ذیل پیمانے استعمال کیے جاتے ہیں: 1: آمدن کی عدم مساوات 2: غربت کی شرح 3: فی کس آمدنی 4: طبّی سہولیات اور ان کی کیفیت 5: تعلیم کا معیار 6: معاشرتی حقوق، 7: روز مرہ کی بنیادی ضروریات اور شہری سہولیات ذرائع نقل حمل اور عوام کی رہنمائی کے ادارے وغیرہ شامل ہیں۔
- ایک خوشحال معاشرے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہاں بنیادی ضرورتوں کی تکمیل میں افراط اور تفریط سے کام نہ لیا گیا ہو بلکہ توازن قائم ہو۔ شاہ صاحب اس کو اعتدال کا نام دیتے ہیں۔ (شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، ص۶۵)
- اعتدال کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ معاشرہ کے تمام افراد کو بنیادی ضرورتیں بغیر کسی دقت اور مشکل کے حاصل ہو۔ ضرورت کے مطابق اچھی خوراک، موسم کے مطابق بہترین پوشاک اور رہنے کے لئے آرام دہ مکان کی سہولت ہر فرد کو حاصل ہو، اور آسانی سے اپنی من پسند نکاح کرنے کے مواقع حاصل ہوں۔ معیار زندگی کے اس درجے کی سہولیات کو شاہ صاحب رفاہیت کے ساتھ موسوم کرتے ہیں۔
- شاہ صاحب سماج کو تمدن کی متوسط حد اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ فرمایا کہ رفاہیت (معاشی آسودگی) کی تین صورتیں بنتی ہیں: (1) رفاہیت بالغہ (2) رفاہیت ناقصہ (3) رفاہیت متوسطہ۔
- تن آسانی اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے کو رفاہیت بالغہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اگر ارتفاقات اور لوازمات زندگی کے لحاظ سے لوگوں کا معیار انتہائی پست ہو اور وہ حیوانوں کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہو تو یہ رفاہیت ناقصہ کہلاتا ہے۔ اور رفاعیت متوسطہ یہ ہے کہ افراط اور تفریط سے دامن کو بچا بچا کر توازن اور اعتدال کے ساتھ زندگی بسر کیا جاتا ہو۔
- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا۔ (ترجمہ): اور زمین میں کوئی ایسا جاندار نہیں ہے کہ جس کے رزق کا ذمہ اللہ نے نہ لیا ہو۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: لا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاکم

ان قتلھم کان خطا کبیراً۔(ترجمہ):اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی اور تمہیں بھی روزی دیتے ہیں بے شک ان کا قتل بہت بڑی خطا ہے۔

- اسی طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم"۔(ترجمہ): تم زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جنم دینے والی عورتوں سے شادی کرو کیونکہ دیگر امتوں کے مقابلے میں مجھے اپنی امت کی کثرت تعداد پر فخر ہوگا۔

- شاہ صاحب رحمہ اللہ نے مختلف مقامات پر اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ انسان کی اخلاقی زندگی کا انحصار اس کی اقتصادی زندگی کے بہترین انتظام اور انصرام پر ہوتا ہے۔

معروضی نکات:(Objective Notes)

- جب اقتصادیات مضبوط اور مستحکم ہو جاتے ہیں تو معیار زندگی بلند ہو جاتا ہے اور اسی کو ہم تعمیر اور تنظیم نو سے تعبیر کرتے ہیں۔
- انسان کی فارغ البالی اور خوشحالی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کو ان اشیاء اور حالات کے مواقع حاصل ہوں جو اس کو ذہنی، جسمانی اور روحانی ترقی سے نواز دیں۔ان اشیاء اور حالات کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔
  - جن اشیاء کا تعلق انسان کی بقاء سے ہو، وہ بنیادی ضرورتوں میں داخل ہیں، اور یہ تین بنیادی ضرورتیں سب سے پہلے اور ہر حال میں پوری ہونی چاہئے کھانا پینا، لباس اور مکان کی فراہمی۔اگر کسی معاشرے میں یہ بنیادی ضرورتیں پوری نہ ہوں تو وہاں کے لوگوں کی ذہنی کیفیت پست اور تہذیب اور اخلاق گر جاتے ہیں۔
  - دوسری قسم ان اشیاء کی ہیں جن کا تعلق انسان کی نفسیاتی اور جسمانی صحت برقرار رکھنے کے ساتھ ہے۔صحت مند غذا اور صحت مند پانی، مناسب اور خوبصورت لباس، خوش گوار گھر اور بہترین عمرانی تعلقات اس میں شامل ہیں۔
- شاہ صاحب قومی معیشت کے لئے عیاشانہ تمدن کو خطرہ سمجھتے ہیں، اور سادہ اور متوسط زندگی کو اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔
- ترقی اور تنزل کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری رہتا ہے۔انحطاط اور ارتقاء کا آپس میں گہرا ربط ہوتا ہے۔اس لئے کسی معاشرہ کو سدھارنے کے لئے سب سے پہلے اس بات کا تعین کیجیے کہ وہ معاشرہ کس منزل پر ہے۔تو اسی کو ترقی دے کر اگلے مرحلے پر پہنچانا چاہئے۔اسی طرح اگر کوئی معاشرہ ارتفاق کے بلند مرحلے سے گر کر نیچے مرحلے پر آیا ہو تو اس کا صحیح وجہ جاننا چاہئے۔

- شاہ صاحب کی عبارات سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ معاشی اونچ نیچ اور اقتصادی بد حالی عوام کے اخلاق کو پست اور برباد کر دیتے ہیں۔ یہ تو ممکن ہے کہ بعض افراد پختہ اخلاق اور مضبوط کردار کے حامل ہو جن پر معاشی بد حالی کا کوئی اثر پڑنے والا نہ ہو، اس کی بیسوں مثالیں ملتی ہیں لیکن مجموعی طور پر سوسائٹی کے افراد کے اخلاق پر اقتصادی بد حالی اثر انداز ہو جاتی ہے۔
- ایک مقام پر شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ وہ معاشرے کو جاہلیت کے زمانے کی بے اعتدالیوں اور اقتصادی اور معاشی تفریط اور افراط سے نکال کر اعتدال پر گامزن کریں۔
- پوری دنیا میں جنوبی ایشیاء کے لوگ سب سے زیادہ غریب ہیں پھر ان میں بھی پاکستان کے لوگ اقتصادی اور سماجی اشاروں کے لحاظ سے یہاں موجود تمام ممالک کے لوگوں سے زیادہ کمزور ہیں۔
- ملک میں بے روزگاری کا تناسب سرکاری اندازے کے مطابق 6 فی صد ہے، اور غیر سرکاری ذرائع کے مطابق 8 فیصد ہے۔ اس تناسب سے کہیں بڑھ کر افراد اپنے شعبوں سے باہر جاب کر رہے ہیں اور زیادہ لوگ کم درجہ کی ملازمتیں کر رہے ہیں۔ ان کی تعداد بھی لاکھوں میں ہے۔
- پانچ لاکھ سے زیادہ ڈگری ہولڈرز بے روزگار پھر رہے ہیں جو کہ ایک بہت بڑا سماجی المیہ ہے۔ ان مسائل پر توجہ دیئے بغیر ہم ترقی یافتہ کیسے ہو سکتے ہیں۔
- چھ فی صد بے روزگاروں کو اگر 100 فی صد فرض کیا جائے تو پھر ان بے روزگاروں میں ناخواندہ بے روزگار افراد 23.4 فی صد ہے اور پڑھے لکھے بے روزگار افراد کا تناسب 78.7 فی صد ہے۔

ناخواندگی کی ایک بڑی وجہ بے روزگاری اور مہنگائی بھی ہے۔ اقوام متحدہ کے رپورٹ کے مطابق پاکستان کے دو کروڑ پچاس لاکھ بچے تعلیم حاصل کرنے سے محروم ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حواشی و حوالہ جات

1 Available on ur.wikipedia.org ,Quality of life,(20اگست2022) , accessed on 03 Aug 2024.

2 Available on https://www.britannica.com/Quality os life, accessed on 13 March 2024.

۳ؗ محمد عبداللہ، مقالہ (شاہ ولی اللہ کے معاشی نظریات کا تحقیقی مطالعہ (پاکستان کے معاشی مسائل کے حل کے حوالے سے)، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ص185۔186، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی، سن اشاعت/ڈیفنس ندارد

Muḥamãd Abdullah, Maqạlah (Shah wali ullah ke M'ạsẖi Nazaryạt ḵạ Tḥqiqi Muṭạlah (Pạḵsitạn KE M'ạsẖi Msāyi̇l Ke ḥal Ke ḥawạle se), Maqạlah Brāyi̇a Ph.D, ṣ 185 186۔ , Kuliat Ma'ārif Islạmi, Jạma Karachi, Sin Asẖạ't / Defence Nadạrd.

٤ محمد عبداللہ، مقالہ (شاہ ولی اللہ کے معاشی نظریات کا تحقیقی مطالعہ (پاکستان کے معاشی مسائل کے حل کے حوالے سے)، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ص569، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی، سن اشاعت/ڈیفنس ندارد

Muḥamãd Abdullah, Maqạlah (Shah wali ullah ke M'ạsẖi Nazaryạt ḵạ Tḥqiqi Muṭạlah (Pạḵsitạn KE M'ạsẖi Msāyi̇l Ke ḥal Ke ḥawạle se), Maqạlah Brāyi̇a Ph.D, ṣ 569, Kuliat Ma'ārif Islạmi, Jạma Karachi, Sin Asẖạ't / Defence Nadạrd.

۵ؗ ایضاً، ص569

Ayḏạn , ṣ 569

٦ ایضاً ص ٤٨٥

Ayḏạnṣ 485

۷ؗ حجۃ اللہ البالغہ ص۵۷

Hujat Allah ạl-Bạlgẖah ṣ57

مقالہ برائے پی ایچ ڈی، محمد عبداللہ ، نگران تحقیق: ڈاکٹر حسام الدین منصوری، شاہ ولی اللہ کے معاشی نظریات کا تحقیقی مطالعہ (پاکستان کے معاشی مسائل کے حوالے سے) ص485.486، کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی۔

Maqạlah Brāyi̇a Ph.D, Muḥamãd Abdullah, Nigran Tahqiq: DR. Husām ạl-Dyn Manṣwri, Shah wali ullah ke M'ạsẖi Nazaryạt ḵạ Tḥqiqi Muṭạlah (Pạḵsitạn KE M'ạsẖi Msāyi̇l Ke ḥal Ke ḥawạle se ṣ485. 486, Kuliat Ma'ārif Islạmi, Jạma Karachi-

۸ؗ ایضاً , شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ ، ج2، ص184، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، 2012ء

Ayḏạn, Shah wali ullah Muḥ'datẖ Dahlwi, Hujat Allah ạl-Bạlgẖah, j 2 , ṣ 184 , Kutab kẖạna Sẖān Islạm, Lahore, 2012'

۹ـ حجۃ اللہ البالغہ ص۱۸٦

Hujat Allah ạl-Bạlgẖah ṣ 186

مقالہ برائے پی ایچ ڈی، محمد عبداللہ، نگران تحقیق: ڈاکٹر حسام الدین منصوری، شاہ ولی اللہ کے معاشی نظریات کا تحقیقی مطالعہ (پاکستان کے معاشی مسائل کے حوالے سے) ص488.489، کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی۔

Maqạlah Brāyỉa Ph.D, Muḥamād Abdullah, Nigran Tahqiq: DR. Husām ạl-Dyn Manṣwri, Shah wali ullah ke M'ạsẖi Nazaryạt kạ Tḥqiqi Muṭạlah (Pạksitạn KE M'ạsẖi Msāyỉl Ke ḥal Ke ḥawạle se ṣ488. 489, Kuliat Ma'ārif Islạmi, Jạma Karachi.

۱۰ـ ایضاً ص ۱۸٦

Ayḏạn ṣ 186

۱۱ـ حجۃ اللہ البالغہ ص۱۸۷

Hujat Allah ạl-Bạlgẖah ṣ 187

۱۲ـ حجۃ اللہ البالغہ، ج1ص310

Hujat Allah ạl-Bạlgẖah, j 1 ṣ 310

شاہ ولی اللہ کے معاشی نظریات کا تحقیقی مطالعہ (پاکستان کے معاشی مسائل کے حوالے سے) ص489تا491، کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی۔

Shah wali ullah ke M'ạsẖi Nazaryạt kạ Tḥqiqi Muṭạlah (Pạksitạn KE M'ạsẖi Msāyỉl Ke ḥal Ke ḥawạle se) ṣ 489 tā 491 , Kuliat Ma'ārif Islạmi, Jạma Karachi.

۱۳ـ شاہ ولی اللہ دہلوی،البدور البازغہ، ملخص از ص۷۰ ،فصل فی بیان احقاق الارتفاقات الاربعۃ ، مجلس علمی ڈابیل سورت،۱۳۵٤ھ

sẖạ wly ạll dlwy , ạlbudwra ạlbạzgẖ , mulakẖāṣa ạz ṣ70 , faṣil fy byạn ạiḥqāqa ạlạirtifāqātu ạlạrb'ة , majlisa 'lmy ḋạbyl sawārat , 1354ھ

محمد عبداللہ، مقالہ (شاہ ولی اللہ کے معاشی نظریات کا تحقیقی مطالعہ (پاکستان کے معاشی مسائل کے حل کے حوالے سے)، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ص495۔496، کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی، سن اشاعت/ڈیفنس ندارد

Maqạlah Brāyỉa Ph.D, Muḥamād Abdullah, Nigran Tahqiq: DR. Husām ạl-Dyn Manṣwri, Shah wali ullah ke M'ạsẖi Nazaryạt kạ Tḥqiqi Muṭạlah (Pạksitạn KE M'ạsẖi Msāyỉl Ke ḥal Ke ḥawạle se ṣ495. 496, Kuliat Ma'ārif Islạmi, Jạma Karachi, Sin Asẖạ't / Defence Nadạrd.

۱۴ ـ محمد عبداللہ، مقالہ (شاہ ولی اللہ کے معاشی نظریات کا تحقیقی مطالعہ (پاکستان کے معاشی مسائل کے حل کے حوالے سے)، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ص514، کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی، سن اشاعت/ڈیفنس ندارد

Maqạlah Brāyi̓a Ph.D, Muḥamād Abdullah, Nigran Tahqiq: DR. Husām ạl-Dyn Manṣwri, Shah wali ullah ke M'ạsẖi Nazaryạt ḳạ Tḥqiqi Muṭạlah (Pạḳsitạn KE M'ạsẖi Msāyi̓l Ke ḥal Ke ḥawạle se ṣ 514, Kuliat Ma'ārif Islạmi, Jạma Karachi., Sin Asẖạ't / Defence Nadạrd.

۱۵ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج2، ص172، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، 2012ء

Shah wali ullah Muḥ'dathַ Dahlwi, Hujat Allah ạl-Bạlgẖah, j 2 , ṣ 172 , Kutab kẖana Sẖān Islạm, Lahore, 2012'

۱۶ ایضاً ص۵۹۱

Ayḏạ^n ṣ591

۱۷ ایضاً

Ayḏạ^n

۱۸ حوالہ سابق ص۵۹۳

Hawạlah Sābiq ṣ593

۱۹ سورت ہود، آیت نمبر 6

Surat' Hud, Ayat Number 6

۲۰ سورت بنی اسرائیل، آیت نمبر: 31

Surat' Bni Isrạil, Ayat Number: 31

۲۱ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی، سنن ابوداؤد، ج 3، ص 395، کتاب ا لنکاح، باب تزویج الابکار، رقم الحدیث 2050، دارالرسالۃ العالمیۃ۔2015ء

Abu-Dạw̉d, Sulimạn b'n ạl-Asẖ'tẖ ạl-Sjstạni, Sunĩn Abu-Dạw̉d, j 3, ṣ 395, Kitạb ạl-Niḳạḥ, Bāb Tzwyj ạl-Abḳạr, Raq'm ạl-Haditẖ, 2050 , Dạr ạl-Rsạlat ạl-Almiat. ۲۰۱۵'

۲۲ محمد عبداللہ، مقالہ (شاہ ولی اللہ کے معاشی نظریات کا تحقیقی مطالعہ (پاکستان کے معاشی مسائل کے حل کے حوالے سے)، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ص514تا593 ،کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی، سن اشاعت/ڈیفنس ندارد

Muḥamād Abdullah, Maqạlah (Shah wali ullah ke M'ạsẖi Nazaryạt ḳạ Tḥqiqi Muṭạlah (Pạḳsitạn KE M'ạsẖi Msāyi̓l Ke ḥal Ke ḥawạle se), Maqạlah Brāyi̓a Ph.D, ṣ 514 Ta 593, Kuliat Ma'ārif Islạmi, Jạma Karachi, Sin Asẖạ't / Defence Nadạrd

۲۳ تھرڈ ورلڈ یا تیسری دنیا ایک اصطلاح ہے جو سرد جنگ کے دوران وضع کی گئی، وہ ممالک جو سوشلسٹ (یعنی روسی اتحادی ممالک) اور نیٹو (یعنی امریکی اتحادی ممالک) میں شامل نہیں ہوئے بلکہ ان سے الگ تھلگ رہے۔ پہلی دنیا کے ممالک میں

مغربی یورپ، ریاستہائے متحدہ امریکہ، جنوب کوریا اور کینیڈہ وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ چین، کیوبا، سویت یونین اور ان کے اتحادی ممالک دوسری دنیا کہلاتے ہیں۔

۲٤ اجمیری، یسریٰ احمد، پاکستان کا ناقص معیار زندگی، (2 اپریل 2019)، ویب سائیٹ Hamariweb.com پر موجود ہے۔ 3 ستمبر 2024ء کو اخذ کیا گیا۔

Ajmiri, Yasra̍ Aḥmad, Pak̲istaṇ k̲ā Nāqiṣ M'ya̱r Zandagi, (2 April 2019), website Hamariweb. com Per Mawjūd hee. 3 September k̲u 2023' k̲ū aukhad kiagia.

۲۵ ایضاً

Ayḍ̱ạ[n]

۲٦ اجمیری، یسریٰ احمد، پاکستان کا ناقص معیار زندگی، (2 اپریل 2019)، ویب سائیٹ Hamariweb.com پر موجود ہے۔ 3 ستمبر کو 2023ء کو اخذ کیا گیا۔

Ajmiri, Yasra̍ Aḥmad, Pak̲istaṇ k̲ā Nāqiṣ M'ya̱r Zandagi, (2 April 2019), website Hamariweb. com Per Mawjūd hee. 3 September k̲u 2023' k̲ū aukhad kiagia.

۲۷ ایضاً

Ayḍ̱ạ[n]

۲۸ اجمیری، یسریٰ احمد، پاکستان کا ناقص معیار زندگی، (2 اپریل 2019)، ویب سائیٹ Hamariweb.com پر موجود ہے۔ 3 ستمبر کو 2023ء کو اخذ کیا گیا۔

Ajmiri, Yasra̍ Aḥmad, Pak̲istaṇ k̲ā Nāqiṣ M'ya̱r Zandagi, (2 April 2019), website Hamariweb. com Per Mawjūd hee. 3 September k̲u 2023' k̲ū aukhad kiagia.